ہی دیر گزری تھی کہ ایک مکھی ادھر سے گزری۔ موٹی تازی مکھی دیکھ کر مکڑے کے منہ میں
پانی بھر آیا۔ اس نے مکھی کو سلام کیا اور اسے پھانسنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگا
"بہن! آپ اتنی دور سے اڑتی ہوئی آ رہی ہیں، تھک گئی ہوں گی" آیئے اور
غریب خانے میں آرام کر لیجیے۔ یہ گھر اندر سے بڑے خوبصورت بستروں سے آراستہ
ہے۔

مکھی مکڑے کی چال کو سمجھ گئی بولی "بھئی مکڑے! میں آپ کی سب باتیں
سمجھتی ہوں۔ اس لیے میں آپ کے جال میں کبھی نہیں پھنسوں گی۔ میں اتنی بے وقوف
نہیں۔ یہ دھوکا کسی اور کو دیجیے گا۔"

مکڑے نے سوچا کہ مکھی ویسے تو قابو نہیں آ رہی اسے خوشامد کر کے پھانسنا
چاہیے

چنانچہ وہ مکھی سے کہنے لگا کہ "بہن بڑا افسوس ہے کہ آپ دوست اور دشمن
میں فرق نہیں کر سکتیں۔ مجھے آپ سے بڑی محبت اور ہمدردی ہے۔ اس بنا پر میں نے
آپ کو کچھ دیر آرام کرنے کی دعوت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکل و صورت
ایسی دلفریب عطا کی ہے کہ آپ کو جو دیکھتا ہے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اتنا سڈول
جسم، اتنے نرم و نازک پر، ایسی سُرمیلی آنکھیں اور اتنی دلکش پرواز، بھلا کون ہوگا جو آپ پر
نہ مر مٹے۔ آپ اتنی عظیم ہیں کہ بڑے سے بڑے بادشاہ کے دستر خوان پر کھانا کھاتی
ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ آپ کے قدموں سے غریب خانے کا مقدر بھی جاگ
اٹھے۔ میں بھی فخر کر سکوں کہ چند لمحے میں بھی بی مکھی کا میزبان رہا ہوں۔"

مکھی نے اپنی اتنی تعریف سنی تو سب کچھ بھول گئی، کہنے لگی "تم واقعی سچ کہتے ہو
اگر میرے تھوڑی دیر رکنے سے تمہارا دل خوش ہو سکتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"
یہ کہا اور دوڑ کر مکڑے کے قریب آ بیٹھی۔ مکڑے نے لپک کر اسے دبوچ لیا
بھوکا تو تھا ہی، خوب مزے لے لے کر تھوڑی ہی دیر میں اسے چٹ کر گیا۔

اخلاقی نتیجہ: خوشامد بُری چیز ہے۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے

ایک مکڑا اور مکھی

ایک مکڑے نے مکھی کا شکار کرنے کے لیے کسی کھوکھلے درخت کی کھوہ میں جالا بُن رکھا تھا۔ جو سورج کی تیز روشنی میں ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے لہراتا ہوا خوبصورت لگ رہا تھا۔ لیکن عجیب بات یہ تھی کہ گزشتہ دو دن سے کوئی مکھی اِس کے جال میں نہ پھنسی تھی۔ ادھر جالے کے اندر خوراک کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

مکڑے کو بھوک نے ستایا تو وہ باہر آ کر کسی شکار کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی

قائداعظم محمد علی جناحؒ

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناحؒ
ملت ہے جسم جاں ہے محمد علی جناحؒ

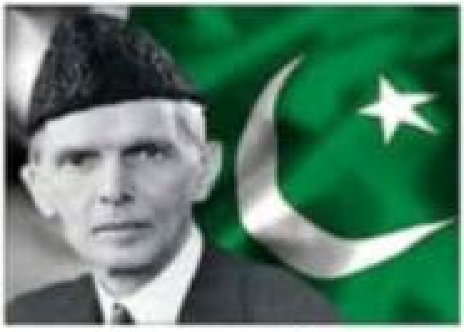

محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام جناح پونجا تھا۔ جو کاٹھیاوار کے رہنے والے تھے۔ وہ کراچی میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے اور درمیانے درجے کے تاجروں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی پرورش بہت ناز و نعم سے ہوئی۔

عام مسلمان بچوں کی طرح محمد علی جناحؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پانچ سال کی عمر میں آپ کو بمبئی کے ایک سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ اس طرح بچپن میں ہی اکیلا رہنے سے آپ نڈر اور باہمت بن گئے۔

اس کے بعد آپ کو کراچی کے مشن ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے میٹرک کیا اور پھر بیرسٹری کی تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ بیس سال کی عمر میں بیرسٹر بن کر کراچی واپس آ گئے۔

اس چار سال کی مدت میں آپ کے والد کا کاروبار بگڑ گیا گھر غریبی کا شکار ہو گیا۔ اسی دوران ہی آپ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ صدمہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ الغرض آپ کو وطن آتے ہی مصیبتوں کا سامان کرنا پڑا۔ آپ کی طبیعت میں مستقل مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس لیے آپ ان مشکلات کے مقابلے میں سینہ سپر ہو گئے۔ سب سے پہلے اپنے والد کے مقدمات کی پیروی کی اور بہت صبر و استقلال سے کام لیا۔ خدا خدا کر کے ان مقدمات سے نجات ملی۔ جب آپ کو کراچی میں کسی صورت اپنی وکالت چلتی نظر نہ آئی تو آپ بمبئی آ گئے۔ ابتداء میں کچھ مشکلات ہوئیں مگر کچھ عرصہ بعد ہی آپ کا شمار بہترین وکلاء میں ہونے لگا۔

جب گھر میں خوشحالی کا دور دورہ ہوا تو دل میں قومی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ یہی مقصد لے کر آپ

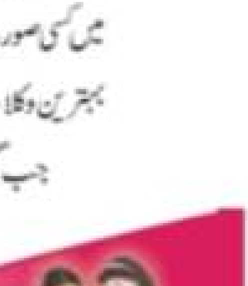

کانگریس میں شامل ہوئے کہ مسلمانوں کی نمائندگی کر سکیں اور ان کے حقوق کو پامال ہونے سے بچا ئیں۔ ان کی آرزو تھی کہ مسلمان اور ہندو مل جل کر رہیں لیکن جب آپ نے محسوس کیا کہ ہندو آپ کی قوم سے انصاف کرنے پر آمادہ نہیں ہیں تو آپ کانگریس سے بیزار ہو گئے۔1930ء میں حکومت برطانیہ نے گول میز کانفرنس بلائی، آپ نے اس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی مگر یہ کانفرنس ناکام ہوئی کیونکہ ہندو مسلمانوں کو محکوم بنا کے رکھنا چاہتے تھے۔

قائداعظمؒ کو اس رویے سے بہت دکھ پہنچا۔ قائداعظمؒ وطن واپس آنے کی بجائے کچھ دیر وہیں رہے مگر مولانا محمد علی جوہرؒ کی وفات کے بعد مسلمانوں کی درخواست پر قائداعظمؒ وطن واپس آئے وطن واپس آ کر آپ نے مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی اور علامہ اقبال کے مشورے پر سب کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔

1940ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں پاکستان کے قیام کی قرارداد منظور ہوئی۔ اس جلسے میں قائداعظمؒ نے یہ بات واضح کر دی کہ مسلمان اور ہندو کبھی بھی مل جل کر نہیں رہ سکتے ہیں۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے صوبے الگ کر دیے جائیں۔ جہاں مسلمان اپنی مرضی سے قرآن اور سنت کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے اس تجویز کی پرزور حمایت کی اور آپ قائداعظمؒ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ مسلم لیگ کی اس تجویز سے ہندو آگ بگولہ ہو گئے مگر قائداعظمؒ اپنے ارادے پر ڈٹے رہے۔ آخرکار قائداعظمؒ کا مضبوط ارادہ کام کر گیا۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا اور قائداعظمؒ اس کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

سالہا سال کی محنت سے آپ کی صحت جواب دے گئی تھی۔ وہ بیماری کی حالت میں بھی مملکت کے کام نہایت محنت سے سرانجام دے رہے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کے قیام کے صرف تیرہ مہینے بعد آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

جب تک یہ مملکت قائم ہے کروڑوں انسان اس عظیم محسن کی یاد کو سینے سے لگائے رکھیں گے۔ قائداعظمؒ کا غیر فانی کردار آج بھی مشعلِ راہ ہے۔

علامہ محمد اقبال

اقبالؒ کا شمار بہترین شعراء میں ہوتا ہے۔ آپؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا جن کو سب 'میاں جی' کہتے تھے اور والدہ ماجدہ کا نام امام بی بی تھا جن کو سب 'بے جی' کہا کرتے تھے۔ علامہ اقبالؒ کے دو بھائی اور چار بہنیں تھیں۔

اقبالؒ کی ابتدائی تعلیم مولوی میر حسن کے مدرسے سے ہوئی۔ اس کے بعد سکاچ مشن ہائی سکول سے میٹرک 1893ء میں امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ 1895ء میں اقبالؒ نے ایف اے (انٹرمیڈیٹ) کا امتحان مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا اور مزید تعلیم کے لیے لاہور آ گئے۔ 1897ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے انھوں نے بی۔اے اور 1899ء میں فلسفہ میں ایم۔اے کیا۔

کچھ عرصہ اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج میں تدریس کا کام کیا پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ولایت چلے گئے۔

انگلستان سے 'بار ایٹ لاء' اور جرمنی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ علامہ اقبال اُردو اور فارسی کے عظیم شاعر تھے انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ اور لگن پیدا کی۔ ان کی تصانیف میں اسرار و رموز، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق، بانگِ درا، ضربِ کلیم، بالِ جبریل شامل ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ گول میز کانفرنسوں میں شرکت کے لیے لندن گئے۔ دو سال تک مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا۔

علامہ اقبالؒ شعری حلقوں کے علاوہ عام آدمیوں میں بھی ہر دل عزیز تھے۔ کالج کے پروفیسر طلبا اور دیگر لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپؒ کے خیالات سے مستفید ہوتے تھے۔ ہر شخص کے لیے آپؒ کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ آپؒ نے اپنی زندگی بہت سادہ طریقے سے بسر کی۔ کھانے، پینے اور دیگر اشیا میں تکلف کے روادار نہ تھے۔

آپ کا کلام بعض لوگوں نے دوسری زبانوں میں بھی ڈھالا۔ پروفیسر نکلسن نے اسرارِ خودی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ کے کلام کے اور مختلف زبانوں میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔

21 اپریل 1938ء کو آپؒ کا انتقال ہوا۔ آپؒ کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی، ہر کوئی افسردہ ہو گیا اور ہر آنکھ آنسوؤں سے چھلک گئی۔ آپؒ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں مگر آپ کا کلام آج بھی ہمارے درمیان زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ آپ کی شاعری میں مسلمانوں کے لیے جو سوز و درد ہے وہ مسلمانوں کو ہمیشہ اس کی حقیقت سے آگاہ کرتا رہے گا۔

؎ کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

درخواست برائے شادی میں شمولیت

بخدمت جناب ہیڈ مسٹریس صاحبہ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال
لاہور۔

جناب عالی!

مودبانہ گزارش ہے کہ میرے بڑے بھائی کی شادی ہے۔ بارات سیالکوٹ جائے گی۔ میں بھی بارات میں جاؤں گا۔ اس شادی میں میرا شریک ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے میں سکول حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ مہربانی مجھے تین یوم کی رخصت عنایت فرمائیں تاکہ شادی کے انتظامات کے سلسلے میں گھر والوں کا ہاتھ بٹا سکوں۔

آپکی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار

ا ب ج

ا۔ ب۔ ج

والد کے نام امتحان میں کامیابی پر خط / والد کے نام کتابیں خریدنے کے لیے رقم منگوانے کا خط۔

کمرۂ امتحان

۱۲ نومبر ۲۰۲۲ء

پیارے ابو جان!

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو یہ
سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ میں نے جماعت ہشتم کے سالانہ
امتحان میں بہت اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے
اور اپنے اسکول میں میری اول پوزیشن آئی ہے۔ یہ سب آپ کی
دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ چند روز بعد اگلی جماعت کی پڑھائی

شروع ہو جاتے ہیں۔ میرا خرچہ پڑھائی کی کتابیں وغیرہ کا خرچہ آپ نے

کے لیے مجھے دو ہزار روپے ارسال فرمائیں۔

سب گھر والوں کو سلام۔

آپ کی پیاری بیٹی

ا ب ج

ہمارے پیارے رسول حضرت محمدؐ
(مضمون)

حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے اور آخری رسول ہیں۔ آپؐ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے [crossed out] تمام انسانوں اور زمانوں کے لیے ہے۔

آپؐ قریش کے معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلبؓ عرب کے مشہور قبیلے کے سردار تھے۔ آپؐ کے والد ماجد کا نام عبداللہؓ اور والدہ ماجدہؓ کا نام آمنہؓ تھا۔ آپؐ کے والد آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔

آپؐ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ دادا نے آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور والدہ نے احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھا۔ یہ دونوں نام نہایت اعلیٰ ہیں۔ عرب کے رواج کے مطابق آپؐ کی پرورش حضرت حلیمہ سعدیہ نے کی۔ چھ سال کی عمر میں آپؐ کی والدہ وفات پا گئیں اور پھر آپؐ کے دادا نے آپؐ کی پرورش کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپؐ کے دادا جان بھی وفات پا گئے اور اب آپؐ کی پرورش آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب نے کی۔ وہ اپنی اولاد سے بڑھ کر آپؐ کی خبر گیری کرتے تھے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا ۔

9 ہجری میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ صحابہ کرام رض کے ہمراہ حج ادا کیا اور اس موقع پر تاریخی خطبہ دیا ۔

11 ہجری میں آپ ﷺ بخار میں مبتلا ہوئے اور پیر کے روز 12 ربیع کو وفات پا گئے ۔ آپ ﷺ کا روضہ اقدس مدینہ منورہ میں ہے ۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ لڑکی۔ قلم۔ کتاب، عام شخص، عام چیز اور عام جگہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ لہٰذا ''اسم نکرہ'' کہلائیں گے۔

(۲) اسم معرفہ

ایسے اسم، جو کسی خاص شخص، خاص جگہ اور خاص چیز کے لیے بولے جائیں انھیں ''اسم معرفہ'' کہتے ہیں مثلاً:

- قرآن مجید ایک مقدس کتاب ہے۔
- محمد علی جناحؒ ہمارے رہنما ہیں۔
- مینارِ پاکستان آزادی کا نشان ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ خاص چیز، خاص شخص اور خاص جگہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں، اس لیے یہ اسم معرفہ کہلائیں گے۔

اسم

اسم کی تعریف:

جو الفاظ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو ظاہر کرتے ہیں، وہ اسم کہلاتے ہیں مثلاً:

(ا) علامہ اقبالؒ پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔

(ب) ہمالیہ دنیا کا سب سے اونچا پہاڑ ہے۔

(ج) کتا وفادار جانور ہے۔

(د) کتاب میز پر رکھی ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ''اسم'' کہلاتے ہیں کیوں کہ یہ الفاظ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسم کی اقسام (معنی کے لحاظ سے)

معنی کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:

(۱) اسم نکرہ (۲) اسم معرفہ

(۱) اسم نکرہ

وہ اسم، جو کسی عام چیز، عام شخص یا عام جگہ کے لیے بولے جائیں انھیں ''اسم نکرہ'' کہتے ہیں مثلاً:

کرسی، عورت، دریا اور شہر۔

- لڑکی گانا گا رہی ہے۔
- قلم میز پر رکھا ہے۔
- میں نے ایک کتاب خریدی۔

اسم معرفہ کی اقسام

اسم معرفہ کی چار اقسام ہیں:

(1)اسم علم (2)اسم ضمیر (3)اسم اشارہ (4)اسم موصول

(1)اسم علم

اس سے مراد وہ مخصوص اسماء ہیں، جو مختلف اشخاص کی پہچان کے لیے بولے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے اس کی پانچ اقسام ہیں:

(۱)تخلص (۲)خطاب (۳)لقب
(۴)کنیت (۵)عرف

(۱)تخلص:

تخلص وہ چھوٹا سا قلمی نام ہے، جسے شعراء اپنے اصل نام کی بجائے شعروں میں خصوصاً غزل کے آخری شعر میں استعمال کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے:

- الطاف حسین حالؔی کے دل میں قوم کا درد تھا۔
- میر تقی میرؔ کی شاعری غم کی ترجمان ہے۔(جو اس زور سے میرؔ روتا رہے گا تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا۔)
- اسد اللہ خان غالبؔ اردو اور فارسی کے عظیم شاعر تھے۔

مندرجہ بالا جملوں میں حالؔی، میرؔ اور غالبؔ شاعروں کے تخلص ہیں۔

(۲) خطاب:

’’خطاب‘‘ عزت اور قابلیت کا وہ نام ہے، جو کسی کو اس کی خدمت، بہادری اور قابلیت کی بنا پر حکومت کی طرف سے ملتا ہے مثلاً:

- شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی اُردو کے پہلے ناول نگار ہیں۔
- شفاء المُلک حکیم محمد حسن قرشی ایک مشہور طبیب تھے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں مولوی نذیر احمد کو علم کی روشنی پھیلانے کی وجہ سے ’’شمس العلماء‘‘ (علماء کا سورج) کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح حکیم محمد حسن قرشی ایک طبیب تھے انھیں ’’شفاء المُلک‘‘ کا خطاب دیا گیا۔

اہم بات

- آج کل خطاب کی بجائے اعزاز کا لفظ بولا جاتا ہے جو شخص کوئی بڑا کارنامہ یا قومی خدمت بجا لاتا ہے۔ اسے حکومت کی طرف سے اعزاز (تمغہ) سے نوازا جاتا ہے مثلاً:
  - میجر عزیز بھٹی کو ’’نشانِ حیدر‘‘ سے نوازا گیا۔
- نشانِ حیدر کے علاوہ کئی اور خطابات و اعزازات بھی ہیں، جو خدمات کے صلے میں دیے جاتے ہیں مثلاً:
  - ستارۂ خدمت، تمغۂ امتیاز، ہلالِ پاکستان، ستارۂ امتیاز۔

(۳) لقب:

وہ نام جو کسی وصف یا خوبی کی وجہ سے لوگوں کی زبان پر آتے ہیں ’’لقب‘‘ کہلاتے ہیں مثلاً:

- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔

- حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔
- حضرت علی ہجویریؒ کو ''گنج بخش'' بھی کہتے ہیں۔
- قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے بانی تھے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں خلیل اللہ، کلیم اللہ، گنج بخش اور قائدِ اعظمؒ ایسے اسم ہیں، جو کسی خاص وصف یا خصوصیت کی وجہ سے استعمال ہوتے ہیں۔

مثالوں کی وضاحت

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) اس لیے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر خداوند تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا، اس لیے انھیں کلیم اللہ (اللہ سے باتیں کرنے والا) کہا گیا ہے۔
- اسی طرح حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیے ''گنج بخش'' کہتے ہیں کہ انھوں نے لوگوں میں روحانی فیض کے خزانے بانٹے۔
- محمد علی جناحؒ نے مسلمان قوم میں اتحاد پیدا کر کے اسے ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور ایک نیا اسلامی ملک بنانے میں کامیاب ہوئے، اس لیے قوم نے انھیں قائدِ اعظمؒ (عظیم راہ نما) کہا۔

(2) اسم ضمیر

اسم ضمیر کی تعریف:

وہ لفظ، جو کسی اسم کی جگہ استعمال ہو، اُسے ''اسم ضمیر'' کہتے ہیں۔ مثلاً نیچے لکھے گئے جملوں پر غور کیجیے:

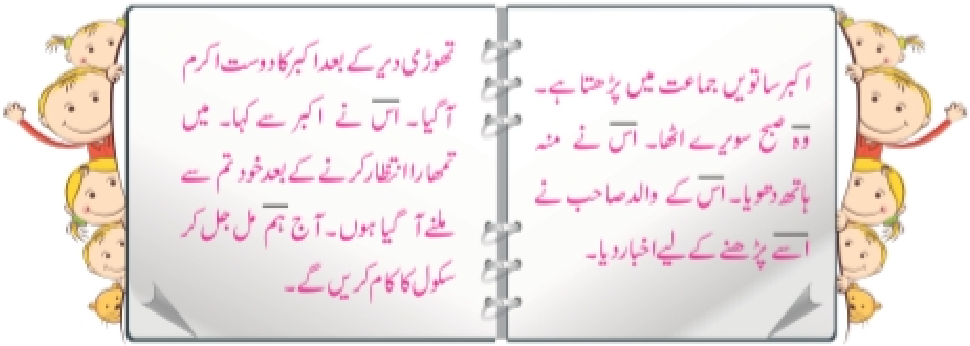

مندرجہ بالا جملوں میں اکبر کی جگہ ''وہ، اِس، اُس، اُسے، تمھارا''، اکرم کی جگہ ''میں'' اور آخر میں اکبر اور اکرم کی جگہ ''ہم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ سب الفاظ اصل ناموں کی جگہ استعمال ہوئے ہیں اس لیے یہ اسم ضمیر کہلائیں گے۔

اسم ضمیر کی اقسام

اسم ضمیر کی تین اقسام ہیں:

(ا) اسم ضمیر غائب:

''وہ، اُس، اُن'' ایسے ناموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جو سامنے موجود نہ ہوں، انھیں ''اسم ضمیر غائب'' کہتے ہیں۔

(ب) اسم ضمیر حاضر:

''تُو،تُم،آپ''ان کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں جو سامنے موجود ہوں،انھیں''اسم ضمیر حاضر'' کہتے ہیں۔

(ج) اسم ضمیر متکلم:

وہ ضمیر جو بات کرنے والا شخص اپنے لیے استعمال کرتا ہے جیسے میں،ہم۔انھیں ہم''اسم ضمیر متکلم'' کہتے ہیں۔

(3) اسم اشارہ

''اسم اشارہ''،وہ اسم ہے جو دور اور نزدیک کی کسی چیز،جگہ یا شخص کی طرف اشارہ کرے اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے''مشارالیہ'' کہتے ہیں مثلاً:

- یہ درخت امرود کا ہے۔
- وہ آدمی کمرے سے باہر گیا۔
- یہ لڑکی ذہین ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں''یہ''اور''وہ''اسم اشارہ ہیں،جب کہ درخت،آدمی اور لڑکی''مشارالیہ'' ہیں۔

اسم اشارہ کی اقسام

اسم اشارہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) اسم اشارہ قریب (۲) اسم اشارہ بعید

اسم نکرہ کی اقسام

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ معنی کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:

(۱) اسم نکرہ (۲) اسم معرفہ

کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز کو "اسم معرفہ" کہتے ہیں اور "اسم نکرہ" کسی عام شخص، عام جگہ یا عام چیز کو کہتے ہیں۔

اب ہم آپ کو اسم نکرہ کی چند اقسام کے متعلق بتاتے ہیں۔

اسم نکرہ کی مشہور اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اسم ذات 2۔ اسم فاعل
3۔ اسم مفعول 4۔ اسم حالیہ
5۔ اسم معاوضہ 6۔ اسم صفت
7۔ اسم حاصل مصدر

(1) اسم ذات

اسم ذات وہ اسم ہے جس کے ذریعے ایک شے کی پہچان دوسری شے سے الگ سمجھی جائے مثلاً:

- دن، رات، بچہ، مرد۔

اسم ذات کی اقسام

اسم ذات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ اسم جنس ۲۔ اسم ظرف
۳۔ اسم صوت ۴۔ اسم آلہ
۵۔ اسم مصغر یا تصغیر ۶۔ اسم مکبّر
۷۔ اسم جمع

۱۔ اسم جنس: جو الفاظ کسی چیز کی جنس کا تعین کریں، انھیں ''اسم جنس'' کہا جاتا ہے مثلاً:

- کوا، گھوڑا، بکری، مرغی، طوطا۔

۲۔ اسم ظرف: ظرف کے معنی ''برتن'' کے بھی ہیں اور گنجائش کے بھی۔ اسم ظرف وہ اسم ہے، جو جگہ یا وقت کے معنی دے مثلاً:

- مسجد، اسکول، باغ، صبح، شام، دن، رات۔

۳۔ اسم صوت:

صَوت کے معنی ہیں آواز، پس جو کلمہ کسی انسان، حیوان یا بے جان اسم کی آواز کو ظاہر کرے "اسم صوت" کہلاتا ہے مثلاً:

- چوں چوں، کائیں کائیں، مَیں مَیں، ٹِک ٹِک، بھوں بھوں، چھم چھم، دَھک دَھک وغیرہ۔

۴۔ اسم آلہ:

جو اسم کسی آواز یا ہتھیار کا نام ہو یا کسی ایسی چیز کا نام ہو جس سے کوئی کام کیا جاتا ہو "اسم آلہ" کہلاتا ہے مثلاً:

- سوئی، ہتھوڑا، ریتی، قلم، توپ، رندہ، چاقو۔

اسم آلہ بنانے کے قاعدے

۱۔ اُردو زبان میں کچھ اسمائے ''آلہ'' مصدر سے بنتے ہیں مثلاً:

- چھاننا سے چھلنی، پھونکنا سے پھونکنی، جھولنا سے جھولا، بیلنا سے بیلن، جھاڑنا سے جھاڑن۔

۲۔ بعض اسمائے آلہ اسموں میں تبدیل کر کے بنا لیے جاتے ہیں مثلاً:

- گھڑی سے گھڑیال، دانت سے داتن، ناک سے نکیل۔

۳۔ عربی اور فارسی کے اسمائے آلہ بھی اُردو میں استعمال ہیں مثلاً:

- مضراب، مسطر، مقراض، میزان، دست پناہ، قلم تراش، شیشہ اور کف گیر۔

۵۔ اسم مصغّر یا تصغیر: بڑی چیز کو چھوٹا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اسم، ''اسم مصغّر یا تصغیر'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- ڈبا سے ڈبیا، پنکھ سے پنکھڑی، باغ سے باغیچہ۔

اسم مصغّر یا تصغیر بنانے کے قاعدے

۱۔ اسم کے آخر میں یائے معروف (ی) لگا کر مثلاً: • پہاڑ سے پہاڑی، نگر سے نگری، بُرج سے بُرجی۔

۲۔ اسم کے آخری حرف کو 'ی' سے بدل کر مثلاً: • رسہ سے رسی، جھونپڑا سے جھونپڑی، ٹوکرا سے ٹوکری۔

۳۔ اسم کے آخر میں ''ڑا'' یا ''ڑی'' لگا کر مثلاً: • دکھ سے دکھڑا، مکھ سے مکھڑا اور پلنگ سے پلنگڑی۔

۴۔ اسم کے آخر میں ''یا'' لگا کر مثلاً: • ڈبا سے ڈبیا، پنکھا سے پنکھیا، ہانڈی سے ہنڈیا۔

۵۔ اسم کے آخر میں ''چہ'' یا ''چی'' لگا کر مثلاً: • صندوق سے صندوقچہ، باغ سے باغیچہ، دیگ سے دیگچی۔

(2) اسم فاعل

ایسا اسم، جو کسی کام کرنے والے کے لیے استعمال ہو مگر وہ کام کرنے والے شخص کا اصلی نام نہ ہو "اسم فاعل" کہلاتا ہے جیسے کرنے والا، اداکار، بھکاری، مزدور۔ مثلاً:

- جیتنے والے کھلاڑی کو انعام ملا۔
- مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا ہے۔

اوپر والے جملوں میں کھلاڑی اور مالی "اسم فاعل" ہیں، جو اصل اسم کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

۶۔ اسم مکبّر:

کسی چھوٹی چیز کو بڑا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اسم کو ''اسم مکبّر'' کہتے ہیں مثلاً:

- پگڑی سے پگڑ۔
- گٹھڑی سے گٹھڑ۔
- بات سے بتنگڑ۔
- تیر سے شہتیر۔

اسم مکبّر بنانے کے قاعدے

۱۔ اسم کا آخری حرف ''ی'' دور کرنے سے مثلاً:
- ٹوپی سے ٹوپ۔

۲۔ اسم سے پہلے ''مہا'' لگا کر مثلاً:
- مہاراجہ، مہارانی۔

۳۔ اسم سے پہلے ''شاہ'' یا ''شہ'' لگا کر مثلاً:
- راہ سے شاہراہ۔

۷۔ اسم جمع:

ایسے الفاظ جو واحد کے مفہوم میں جمع کو ظاہر کریں ''اسم جمع'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- قطار، جماعت، گروہ، فوج، پارٹی، جلسہ۔

جمع اور اسم جمع کا فرق

۱۔ جمع اور اسم جمع میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جمع کے مقابلے میں واحد موجود ہوتا ہے مثلاً:
- عبارات کا واحد عبارت اور مدارس کا واحد مدرسہ ہوتا ہے۔

۲۔ لیکن اسم جمع کا واحد نہیں ہوتا اور اس کا فعل ہمیشہ واحد آتا ہے مثلاً:
- قافلہ جا رہا ہے۔

۳۔ البتہ واحد کی طرح اسم جمع کی بھی جمع بنا لیتے ہیں اس صورت میں فعل بھی جمع آئے گا مثلاً:
- محفل سے محافل اور مجلس سے مجالس۔

(3) اسم مفعول

وہ اسم جو کسی ایسے شخص یا ایسی چیز کے لیے استعمال ہو جس پر کوئی فعل واقع ہو چکا ہو یا وہ اسم جو کسی مفعول کی بجائے استعمال ہو، "اسم مفعول" کہلاتا ہے مثلاً:

(4) اسم حالیہ

وہ الفاظ جو کسی دوسرے اسم کی حالت کو ظاہر کریں ''اسم حالیہ'' کہلاتے ہیں اور جس اسم کی حالت ظاہر ہو، اُسے ذوالحال (حال والا) کہتے ہیں مثلاً:

- بچی روتے روتے سوگئی ہے۔

اس جملے میں روتے روتے ''اسم حالیہ'' ہے اور بچی ذوالحال ہے۔

اسم حالیہ کے قاعدے

مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے اس کی جگہ ''تا، تی، تے'' لگا کر آخر میں ''ہوا، ہوئے، ہوئی'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً:

- ہنسنا سے ہنستا ہوا۔
- ہنستی ہوئی یا ہنستے ہوئے۔

اگر ''تا، تے، تی'' کی علامت دوبار آئے، پھر ہوا، ہوئی اور ہوئے نہیں لگاتے مثلاً:

- روتے روتے۔
- ہنستی ہنستی
- ٹہلتا ٹہلتا۔

(5) اسم معاوضہ

وہ الفاظ جو کسی کام کی اُجرت یا معاوضہ کو ظاہر کریں ''اسم معاوضہ'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- اس کپڑے کی سلائی کیا ہے؟
- کپڑوں کی دھلائی دھوبی کو دے دو۔
- گندم کی پسائی ادا کرو۔
- کھانے کی پکوائی اکرم کو ادا کر دو۔

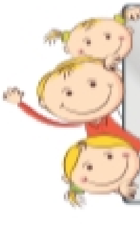

مندرجہ بالا مثالوں میں پسائی، دھلائی، پکوائی اور سلائی وغیرہ سب ''اسم معاوضہ'' کہلاتے ہیں۔

(6) اسم صفت

اسم صفت کی تعریف

اسم صفت، اسم نکرہ کی ہی ایک قسم ہے۔

ایسے اسم، جو کسی شخص یا کسی چیز کے وصف، حالت، خصوصیت یا کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں انھیں ''اسم صفت'' کہتے ہیں مثلاً مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے:

- شیر بہادر جانور ہے۔
- اس باغ کے آم بہت میٹھے ہیں۔
- لومڑی چالاک جانور ہے۔
- گلاب کے پھول سرخ ہیں۔
- اکبر بڑا بھائی ہے اور اصغر چھوٹا۔
- ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔

اوپر لکھے گئے جملوں میں ''بہادر، سرخ، میٹھے، بڑا، چھوٹا، چالاک، اچھے'' سے کسی شخص یا چیز کی خوبی، حالت، خصوصیت اور کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے یہ ''اسم صفت'' کہلائیں گے۔

اسم موصوف:

جس میں کسی شخص یا چیز کا وصف بیان کیا گیا ہو، اُسے ''اسم موصوف'' کہتے ہیں مثلاً:

- شیر بہادر ہے۔
- گلاب کے پھول سرخ ہیں۔

(7) حاصل مصدر

جو اسم مصدر سے بنے اور اس میں مصدر کے معنی بھی پائے جائیں، وہ ''حاصل مصدر'' کہلاتا ہے مثلاً:

- بچانا سے بچت۔
- ملانا سے ملاوٹ۔
- چمکنا سے چمک۔

حاصل مصدر بنانے کے قاعدے

ا۔ مصدر کا آخری حرف الف دور کر دینے سے مثلاً:	جلنا سے جلن، تھکنا سے تھکن۔
۲۔ مصدر کی علامت ''نا'' دور کر دینے سے مثلاً:	بھاگنا سے بھاگ، چمکنا سے چمک۔
۳۔ ''نا'' دور کر کے آخر میں الف لگانے سے مثلاً:	جھگڑنا سے جھگڑا، گھیرنا سے گھیرا۔
۴۔ ''نا'' دور کر کے آخر میں 'ی' لگانے سے مثلاً:	ہنسنا سے ہنسی، جھڑکنا سے جھڑکی۔
۵۔ ''نا'' دور کر کے آخر میں 'وٹ' لگانے سے مثلاً:	سجانا سے سجاوٹ، بنانا سے بناوٹ۔
۶۔ ''نا'' دور کر کے آخر میں 'ہٹ' لگانے سے مثلاً:	مسکرانا سے مسکراہٹ، گھبرانا سے گھبراہٹ۔
۷۔ ''نا'' دور کر کے آخر میں 'ئی' لگانے سے مثلاً:	پڑھنا سے پڑھائی، کمانا سے کمائی۔

(۱)اسم اشارہ قریب:

وہ اسم جو کسی نزدیک کی چیز کی طرف اشارہ کرے مثلاً: ''یہ، اِس، اِن'' اسم اشارہ قریب ہیں۔

(۲)اسم اشارہ بعید:

وہ اسم جو کسی دور کی چیز یا جگہ کی طرف اشارہ کرے مثلاً: ''وہ، اُس، اُن''۔

(4)اسم موصول

اسم موصول وہ اسم ہے کہ جب تک اس کے ساتھ کوئی جملہ نہ ملایا جائے تب تک اس کے معنی پوری طرح سمجھ میں نہیں آتے، اسم موصول کو ''ضمیر موصولہ'' بھی کہتے ہیں۔

صلہ: اسم موصول کے بعد مطلب کو واضح کرنے والا جو جملہ آتا ہے اسے ''صلہ'' کہتے ہیں۔

جوابِ صلہ: اسم موصول اور صلہ کے بعد، جو دوسرا جملہ بات کو مکمل کرنے کے لیے لایا جاتا ہے، وہ ''جوابِ صلہ'' کہلاتا ہے مثلاً:

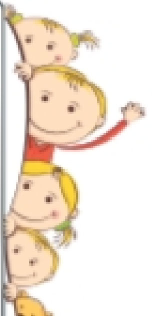

- جو محنت کرتا ہے، کامیاب ہو جاتا ہے۔

دی گئی مثال میں

- ''جو'' اسم موصول ہے
- ''محنت کرتا ہے'' صلہ
- اور ''کامیاب ہو جاتا ہے'' جوابِ صلہ ہے۔

اسم موصول کی دیگر مثالیں

جو، جو کچھ، جو کوئی، جونسا، جنھیں، جونسی، جونسے، جن کا، جنھوں، جس، جیسا، جیسی، جیسے، جتنا، جتنے اور جتنی۔

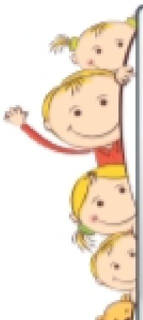

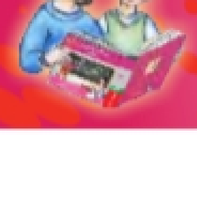

(۴) کنیت:

جو نام کسی رشتے کی بنا پر پکارے جاتے ہیں، وہ ''کنیت'' کہلاتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی نسبت سے ابنِ مریم کہا جاتا ہے۔
- اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خطاب تھا، اسی نام کی نسبت سے انھیں ابنِ الخطاب کہا جاتا ہے۔

(۵) عُرف:

جو نام پیار سے پکارے جائیں اور جو نام مختصر ہو کر مشہور ہو جائیں یا جو کسی اچھائی یا برائی کی وجہ سے بولے جائیں، انھیں ''عرف'' کہتے ہیں مثلاً:

- ماں باپ پیار کی وجہ سے بیٹے کو ''پپو'' یا ''ببلی'' کہتے ہیں، بیٹی کو ''بی بی'' کہہ دیا تو سب لوگ بی بی ہی پکارنے لگے۔
- اسی طرح کسی نام کو مختصر کر کے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً انور کو ''انو'' شوکت کو ''شوکا'' یا سراج کو ''ساجا'' کہا جاتا ہے۔